قومی نصاب ۲۰۲۲-۲۳ء کے مطابق

مطالعۂ پاکستان

برائے جماعت نہم

سپلیمنٹری ریڈنگ میٹریل

قومی نصاب کونسل

وفاقی وزارتِ تعلیم و پیشہ وارانہ تربیت حکومتِ پاکستان

نیشنل بک فاؤنڈیشن

بطور

وفاقی ٹیکسٹ بک بورڈ، اسلام آباد

©2024ء نیشنل بک فاؤنڈیشن بطور وفاقی ٹیکسٹ بک بورڈ، اسلام آباد
جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ یہ کتاب یا اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی شکل میں
نیشنل بک فاؤنڈیشن کی باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جا سکتا۔

سپلیمنٹری ریڈنگ میٹریل: مطالعہ پاکستان

برائے جماعت نہم

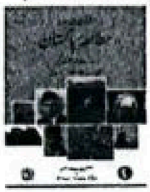

مصنفین
ڈاکٹر کامران نسیم، شمسہ ملتی، خدیجہ سلیم، حفصہ اختر
مترجم
تابندہ ملک، عنبر کاشف

انتظامیہ
نیشنل بک فاؤنڈیشن

اشاعت اول۔ طباعت اول: اپریل 2024ء | صفحات: 156 | تعداد: 93000

قیمت: -/285

کوڈ: STU-496، آئی ایس بی این: 978-969-37-1592-7

طابع: ایچ ڈبلیو پی پرنٹنگ پریس، لاہور

TEST EDITION

نوٹ: اس کتاب میں موجود تمام تصاویر، پینٹنگز اور خاکے عوامی مفاد میں تعلیمی اور تشہیری مقاصد کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی دیگر مطبوعات کے بارے میں معلومات کے لیے رابطہ کیجیے
ویب سائٹ: www.nbf.org.pk یا فون: 051-9261125
یا ای میل: books@nbf.org.pk
اور اس درسی کتاب کے بارے میں اپنی رائے دینے کے لیے ہمیں ای میل کیجیے
nbftextbooks@gmail.com, textbooks@snc.gov.pk

پیش لفظ

یہ درسی کتاب نیشنل بک فاؤنڈیشن نے پاکستان کے قومی نصاب 23-2022 کے مطابق تیار کی ہے۔ اس کتاب کا مقصد سیکھنے والوں میں منطقی سوچ پیدا کرنے کے ذریعے سیکھنے کی صلاحیتوں کو بڑھانا ہے، اور پچھلے درجات سے سیکھنے کی بنیاد کو منظم طریقے سے استوار کرتے ہوئے اعلیٰ ترتیب والی سوچ کے عمل کو فروغ دینا ہے۔ موجودہ نصابی کتاب کا ایک اہم زور متعارف کرائے گئے تصورات اور طریقوں سے حقیقی زندگی میں ربط پیدا کرنا ہے۔ یہ نقطہ نظر طلباء کو روزمرہ کی زندگی کے مسائل کو حل کرنے کے قابل بنانے کے ارادے کے ساتھ وضع کیا گیا تھا جب وہ سیکھنے کے منحنی خطوط کو اوپر جاتے ہیں اور ان کے لیے اس تصوراتی بنیاد کو پوری طرح سے سمجھ سکتے ہیں جس پر بعد کے درجات میں تعمیر کیا جائے گا۔

ماہرین اور تجربہ کار مصنفین کی کاوشوں کے امتزاج کے بعد اس کتاب کا جائزہ لیا گیا اور پیشہ ور ماہرین تعلیم کے وسیع جائزوں کے بعد اسے حتمی شکل دی گئی۔ مواد کو طالب علم دوست بنانے اور تصورات کو دلچسپ انداز میں تیار کرنے کی کوشش کی گئی۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن اپنی کتابوں کے معیار میں بہتری کے لیے ہمیشہ کوشاں ہے۔ موجودہ کتاب کو نوجوان سیکھنے والوں کے لیے پرکشش بنانے کے لیے ایک بہتر ڈیزائن، بہتر مثال اور حقیقی زندگی سے متعلق دلچسپ سرگرمیاں پیش کی گئی ہیں۔ تاہم، بہتری کی گنجائش ہمیشہ موجود رہتی ہے اور اس کتاب کے بعد کے ایڈیشنوں کو مزید تقویت بخشنے کے لیے طلبہ، اساتذہ اور کمیونٹی کی تجاویز اور آراء کا خیر مقدم کیا جاتا ہے۔

اللہ ہماری مدد اور رہنمائی فرمائے (آمین)

ڈاکٹر راجہ مظہر حمید
مینجنگ ڈائریکٹر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے

فہرست مضامین

حصہ اوّل: تاریخ پاکستان

سبق نمبر 1: پاکستان کی نظریاتی بنیاد 05

سبق نمبر 2: پاکستان کا قیام 21

حصہ دوم: جغرافیہ پاکستان

سبق نمبر 3: سرزمین پاکستان 43

سبق نمبر 4: پاکستان کا قدرتی جغرافیہ اور نباتات 53

سبق نمبر 5: پاکستان کی آب وہوا اور ماحولیاتی خطرات 71

حصہ سوم: پاکستان کے وسائل اور اقتصادی ترقی

سبق نمبر 6: آبی وسائل 92

سبق نمبر 7: آبادی کا ڈھانچہ اور نمو 105

سبق نمبر 8: زراعت، مویشی اور ماہی گیری 117

سبق نمبر 9: ٹرانسپورٹ اور تجارت 143

سبق

01

حصہ اول

تاریخ پاکستان

پاکستان کی نظریاتی بنیاد

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- تاریخی شواہد اور علمی تجزیہ کا استعمال کرتے ہوئے، نظریہ پاکستان کی بنیاد کو اسلام کی بنیادی اقدار اور ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی اور سماجی محرومیوں سے ان کا تعلق۔
- نظریہ پاکستان کا اندازہ قائداعظم اور علامہ اقبال کے بیانات کے حوالے سے کریں گے، جس میں ایک مسلم ریاست کے لیے ان کا نظریہ اور پاکستان کے تشخص اور حکمرانی میں اسلام کا کردار شامل ہے۔
- برطانوی استعمار کی تعریف اور برصغیر پاک و ہند میں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اس کے اثرات۔
- ایک مصلح کے طور پر سرسید احمد خان کے نمایاں کردار کے بارے میں جانیں گے، جن کی کوششوں نے مغربی دنیا کے ساتھ روابط اور علی گڑھ تحریک کے قیام نے تحریک پاکستان کی کامیابی میں کیا اہم کردار ادا کیا۔

نظریہ

لفظ نظریہ (آئیڈیالوجی) کا مطلب ہے "خیالات کی سائنس"۔ "خیال" ایک بنیادی تصور ہے جس پر ایک "نظام" بنایا جاتا ہے۔ اور ایسی سوچ جو عملی اقدام اٹھانے پر مجبور کرے دراصل نظریہ کہلاتی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اصطلاح "نظریہ" سب سے پہلے ۱۸ ویں صدی کے آخر میں فرانسیسی فلسفی اطوان دیستو دی تریسی نے وضع کی تھی۔ اس نے اسے نظریات اور عقائد کی سائنس کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا، خصوصاً اس بات پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے کہ ان نظریات نے انسانی رویے اور معاشرے کو کیسے متاثر کیا۔

نظریہ کسی ملک یا گروہ کے نظریات، اقدار اور اہداف کا مجموعہ ہوتا ہے۔ یہ لوگوں کے صحیح اور غلط کے شعور میں گہرائی تک سرایت کرتا ہے۔ یہ خیالات کا ایک مجموعہ ہے، عمل کے لیے ایک ڈھانچہ ہے، اور قوانین کا ایک مجموعہ ہے جو انسانی اعمال کو زندگی کا نظم اور معنی دیتا ہے۔

نظریہ موجودہ سیاسی، سماجی اور معاشی عمل کو دیکھتا ہے اور لوگوں کو یہ بتانے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ کیسے کام کرتے ہیں۔ یہ بعض افعال اور خیالات کی حمایت کرتا ہے اور بعض کو نامنظور کرتا ہے۔ اسی طرح نظریہ کسی ملک کو نئی سمت اور نقطہ نظر دیتا ہے اور اسے عملی جامہ پہنانا متعلقہ لوگوں پر منحصر ہوتا ہے۔

ایک ملک کا نظریہ اس کے شہریوں کی ذہنی حالت، ان کے احساسات، خواب، خواہشات، نظریات، مقاصد اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کی مسلسل خواہش کو ظاہر کرتا ہے۔ کسی بھی نظریے کی اہمیت اس بات سے ہوتی ہے کہ اس کے ماننے والے اس کے کتنے پابند ہیں۔

نظریہ کی اہمیت

لوگوں کے عقائد نظریہ سے جھلکتے ہیں۔ اس سے ممالک زندہ دکھائی دیتے ہیں۔ لوگوں کے قومی حقوق اور فرائض کی وضاحت نظریے کے ذریعے کی جاتی ہے۔ نظریہ قومی ہم آہنگی کو برقرار رکھنے میں مدد کرتا ہے۔ نظریہ لوگوں کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے ہر قسم کی رکاوٹوں کو عبور کرنے کی طاقت دیتا ہے۔ نظریہ مقاصد کے حصول کے لیے مزاحمت کے جذبے کو پروان چڑھاتا ہے اور ان کے حصول کی ضمانت دیتا ہے۔ بعض اوقات نظریہ انقلاب کا سبب بنتا ہے اور اس کے نتیجے میں نئے نقطہ نظر پیدا ہوتے ہیں۔

نظریہ پاکستان سے مراد ایک علیحدہ مملکت کا قیام ہے۔ جس میں برصغیر کے مسلمان قرآن وسنت کے مطابق اسلامی اقدار اور نظریات کو محفوظ رکھ سکیں اور اپنی زندگیاں اسلام کے شاندار اصولوں کے مطابق گزار سکیں۔ یہ وہ نظریاتی بنیاد ہے جس پر برصغیر کے مسلمانوں نے اپنے تشخص، حقوق، الگ ملک اور قومی فلاح کے لیے جدوجہد کی۔ پاکستان کے وجود کا دارومدار اس نظریے پر ہے جس نے اسے جنم دیا۔ برصغیر کے مسلمانوں نے اسی نظریے پر پاکستان کی بنیاد رکھی تھی اور یہی نظریہ اسے مضبوط اور مستحکم رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ پاکستان بنیادی طور پر اسلامی تعلیمات کو عملی شکل دینے کے لیئے قائم کیا گیا۔

پاکستانی نظریہ کی بنیاد اسلام کے بنیادی اصولوں سے متاثر ہو کر پڑی، جو استعماری یا نو آبادیاتی ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی اور سماجی مشکلات کی وجہ سے وجود میں آیا۔ آیئے ہم تاریخی ترتیب اور ان اہم عناصر کا جائزہ لیں جن کی وجہ سے نظریہ پاکستان وجود میں آیا۔

جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کے حالات

اٹھارویں صدی کے وسط سے ۱۹۴۷ تک برصغیر پاک و ہند، برطانوی نوآبادیاتیوں کے تابع رہا۔ برطانوی حکومت کے دور میں مسلمانوں کو مذہبی اقلیت کے طور پر بے شمار رکاوٹوں اور نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان میں معاشی، سیاسی اور سماجی اختلافات بھی شامل ہیں۔

معاشی تفرقہ

مشترکہ اقتصادی اہداف بھی کسی ملک کے نظریہ کا ماخذ ہوتے ہیں۔ برصغیر کے مسلمانوں کی معاشی حالت خاص طور پر ۱۸۵۷ کے بعد بگڑ چکی تھی۔ ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں کو یقین ہو گیا کہ جنگ کی اصل وجہ مسلمان ہیں اور وہ مستقبل میں دوبارہ یہ کوشش کر سکتے ہیں۔ نتیجتاً، انگریز مسلمانوں کے مخالف رہے، اور مسلمان معاشی طور پر نظر انداز ہوتے رہے۔

اضافی سرگرمی:

ایک اندازے کے مطابق ۱۸۵۷ میں ہندوستان کی مجموعی ملکی پیداوار برطانیہ سمیت کئی مغربی ممالک سے زیادہ تھی۔ اب انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع کی مدد سے اُس وقت کی ہندوستان کی مجموعی ملکی پیداوار معلوم کریں جب ۱۹۴۷ میں انگریزوں نے ہندوستان چھوڑا۔

زمینیں جو ایک اہم معاشی وسیلہ ہوتی ہیں، ان کی ملکیت انگریزوں اور ہندو اشرافیہ میں منتقل ہو گئیں، جس کی وجہ سے، بہت سے مسلمان زمینوں سے محروم اور معاشی طور پر بدحال ہو گئے۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کی تجارتی سرگرمیاں کم ہوتی گئیں لیکن پھر بھی وہ اپنے نظریے سے دستبردار نہیں ہوئے۔ اقتصادی عدم مساوات کی چند مثالیں جن کا مسلمانوں کو سامنا کرنا پڑا درج ذیل ہیں:

- نوآبادیاتی ہندوستان میں زمینیں ایک اہم معاشی ذریعہ تھی۔ تاہم، مسلمانوں کو زمین کی ملکیت میں کافی تضادات کا سامنا کرنا پڑا، خاص طور پر ایسی جگہوں پر جہاں بنیادی طور پر زرعی معیشت تھی۔ زیادہ تر مسلمان مزدوری کرتے تھے اور زمینیں ہندوؤں اور انگریز جاگیرداروں کی ملکیت تھیں۔ زمینوں کی تقسیم کا یہ فرق معاشی عدم مساوات میں اضافے کا سبب بنا۔
- معاشی امکانات کو متاثر کرنے والا ایک اور اہم عنصر تعلیم تھا۔ نوآبادیاتی دور میں مسلمان، خاص طور پر دیہی علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں کو عصری تعلیم تک رسائی سے محروم رکھا گیا۔ ہنر مند پیشوں میں ان کی مہارت کی کمی اور معاشی امکانات تک ان کی رسائی کے لیے ان کی نااہلی ان کی تعلیم کی کمی کی وجہ سے تھی۔ جس سے معاشی عدم مساوات میں اضافہ ہوا۔
- برطانوی ہندوستان میں نوکری پیشہ لوگوں میں امتیازی سلوک عام تھا۔ بہت سے مسلمانوں کو حکومتی اور برطانوی اداروں میں نوکریاں حاصل کرنے میں مشکلات کا سامنا تھا۔
- امتیازی روزگار کے طریقوں اور انتظامی اور اقتصادی اداروں میں نمائندگی کی کمی کی وجہ سے مسلمانوں کی معاشی نقل و حرکت میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔
- ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان فرقہ وارانہ کشیدگی اور فسادات کی وجہ سے معاشی سرگرمیاں رک جاتیں۔

- اس طرح کے فسادات کے دوران عام طور پر مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑتا، ان کے مکانات، کاروبار اور ذریعہ معاش کو نشانہ بنایا جاتا، جس کے نتیجے میں انہیں معاشی نقصان اٹھانا پڑتا۔
- مسلمانوں کو قرضوں اور مالی وسائل تک رسائی حاصل نہیں تھی۔ قرضے دینے کی امتیازی پالیسیوں اور ضروریات کو پورا کرنے والے مالیاتی اداروں کی کمی کی وجہ سے مسلمانوں کو کاروباری اداروں یا زراعت میں مشغول ہونا مشکل محسوس ہو رہا تھا۔
- زمینداری نظام، جس میں ثالثوں (زمینداروں) کو انگریزوں کی جانب سے کسانوں سے ٹیکس وصول کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا، اکثر دیہی مسلمانوں کا استحصال کرتا تھا۔ ان ثالثوں نے بعض اوقات ضرورت سے زیادہ زمین کے کرایے اور ٹیکس نافذ کیے، جس سے مسلمان کسانوں کی معاشی حالت بدتر ہوتی جا رہی تھی۔
- ان عدم مساوات کی بنا پر مسلمانوں کے سماجی و اقتصادی حالات خراب ہوتے چلے گئے، اور انہوں نے سماجی اور اقتصادی انصاف کے مطالبات کے ساتھ ساتھ سیاست میں نمائندگی کا مطالبہ بھی کرنا شروع کر دیا۔

ملکہ وکٹوریہ

سماجی اور سیاسی بے اختیاری

انگریزوں نے ہندوستانی معاشرے میں مذہبی اختلافات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کے حربے کی تائید کی۔ مسلمانوں کو اکثر سیاسی طور پر نظر انداز کیا جاتا تھا، اور انتظامیہ کے اہم عہدوں پر ان کی نمائندگی میں نمایاں کمی واقع ہوئی تھی۔

برطانوی نوآبادیاتی دور میں مسلمانوں کی سیاسی پسماندگی کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

- نوآبادیاتی انتظامیہ اور دیگر کمیونٹیز نے مسلم ثقافتی طریقوں اور روایات کو یا تو نظر انداز کیا یا غلط سمجھا۔ جس نے ثقافتی تنہائی اور سماجی بیگانگی کے جذبات کو بڑھا دیا۔
- ایسے علاقوں میں جہاں دوسرے مذاہب کا زور ہوتا، مسلمانوں کو سماجی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا۔ کبھی کبھار، فرقہ وارانہ کشیدگی تشدد اور سماجی اخراج میں پھوٹ پڑ جاتی، جس سے مزید تقسیم اور امتیاز پیدا ہوتا۔
- برصغیر میں آباد ہونے کے بعد، انگریزوں نے ایک ایسا نظام تعلیم قائم کیا جس میں انگریزی زبان کو اہمیت حاصل تھی۔ مسلمانوں کی اکثریت نے اس نئے تعلیمی نظام کی مخالفت کی۔
- برطانوی ہندوستان میں اہم عہدوں پر مسلمانوں کی نمائندگی کم تھی۔ انگریز اکثر ملازمتوں کے لیے ہندوؤں کو ترجیح دیتے تھے۔ نتیجتاً مسلمانوں کو سیاسی طور پر خارج کیے جانے کا احساس ہوا۔

- مسلمانوں کو اکثر اہم سیاسی مشاورت سے دور رکھا جاتا۔ مثال کے طور پر پہلی جنگ عظیم میں ہندوستان کی شرکت کے بارے میں فیصلے ہندوستانی حکام، خاص طور پر مسلم لیڈروں کے ساتھ مناسب مشاورت کے بغیر لیے گئے تھے۔
- اگرچہ قانون ساز اداروں میں مسلمانوں کی کچھ نمائندگی تھی، لیکن یہ ان کی حقیقی آبادی کی عکاسی نہیں کرتی تھی۔ جس نے سیاسی اور سماجی مفادات کی کامیابی کے ساتھ وکالت کرنے کی ان کی صلاحیت کو متاثر کیا۔
- جب برطانوی انتظامیہ نے ۱۹۲۷ میں ہندوستانی آئین کے عمل کا مطالعہ کرنے کے لیے ایک آل برٹش سائمن کمیشن بنانے کا فیصلہ کیا تو ہندوستانی، خاص طور پر مسلمان، مشتعل ہو گئے اور کمیشن میں ہندوستانی نمائندگی کا مطالبہ کیا۔
- تحریک خلافت اور تحریک عدم تعاون جیسے سیاسی انقلاب کے ادوار میں، برطانوی حکام نے اکثر جابرانہ ہتھکنڈے استعمال کیئے اور بہت سے مسلم رہنماؤں کو یا تو گرفتار کر لیا گیا یا خاموش کر دیا گیا، جس سے ان کے لیے سیاسی عمل میں حصہ لینا مشکل ہو گیا۔
- ہندو احیائی تحریکیں مسلمانوں کے خلاف مزید مخالف ہو گئیں۔ ۱۸۵۷ کے بعد، ہندی-اردو تنازعہ وسیع مسلم سلطنت کے مسلم ورثے اور میراث پر سب سے بڑا ہندوانہ حملہ تھا۔ اردو کو مسلمانوں کی زبان قرار دیتے ہوئے ہندو اس کے خلاف متعصب تھے۔
- انہوں نے مطالبہ کیا کہ ہندی کی جگہ اردو کو سرکاری زبان بنایا جائے۔ ۱۸۶۷ میں بنارس میں اردو کے خلاف ہندوؤں کا مظاہرہ اردو ہندی تنازعہ کا آغاز تھا۔
- یہ مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ برطانوی ہندوستان میں مسلمان کس طرح امتیازی قانون سازی، کم نمائندگی، اور "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کی برطانوی پالیسی کے نتیجے میں سماجی اور سیاسی طور پر پسماندہ تھے۔

اسلام کی بنیادی اقدار

پاکستانی نظریہ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی ہندو تہذیب کے اندر اپنی مخصوصیت کو برقرار رکھنے کی خواہش سے پیدا ہوا۔ مسلمانوں نے محسوس کیا کہ اسلام اور ہندومت صرف دو مذاہب نہیں ہیں بلکہ مختلف ثقافتوں کے ساتھ زندگی کے دو سماجی نظام بھی ہیں۔ مسلم قومیت کی بنیاد علاقائی، لسانی یا نسلی نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک قوم ہیں کیونکہ وہ ایک ہی عقیدہ، اسلام کا اشتراک کرتے ہیں۔ اسلام کے چند امتیازی اصول حسب ذیل ہیں:

- اسلام نسل، قومیت یا سماجی اقتصادی حالت سے قطع نظر تمام لوگوں کی اندرونی مساوات کو فروغ دیتا ہے۔ اس اصول کی مخالفت نو آبادیاتی ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی اور سماجی خرابیوں کی وجہ سے ہوئی۔

- اسلام سماجی اور معاشی مساوات کو فروغ دیتا ہے۔ نو آبادیاتی کنٹرول میں مسلمانوں کی معاشی ناہمواریوں اور سیاسی پسماندگی کو اس اسلامی اصول کی خلاف ورزی تصور کیا جاتا تھا۔
- اسلام خود ارادیت اور مسلمانوں کے اپنے عقائد کے مطابق عمل کرنے اور حکومت کرنے کے حق کو فروغ دیتا ہے۔ ایک الگ مسلم ریاست کے مطالبے کے پیچھے خود ارادیت کی تڑپ ایک بڑی محرک تھی۔

نظریہ پاکستان اور قائداعظم

کسی بھی قوم کے لیے قائد کی رہنمائی نظریے کی کامیابی کے لیے بہت ضروری ہے۔ علم، شعور، محرک، سمت اور دشمنوں کے خلاف دفاع کی خصوصیات اچھی قیادت میں شامل ہیں۔ مسلمانوں کو ایسی ہی اچھی قیادت نصیب ہوئی، جن میں سب سے اہم رہنما قائداعظم محمد علی جناح تھے۔ قائداعظم محمد علی جناح کا پاکستان کے لیے وژن بہت سے بنیادی عقائد اور تاثرات میں جھلکتا ہے۔ جو پاکستانی نظریہ کی بنیاد کے طور پر کام کرتے ہیں۔ قائداعظم کے قول و فعل نے پاکستان کے اصل فلسفے پر روشنی ڈالی:

- دو قومی نظریہ، جس نے اس بات پر زور دیا کہ برطانوی ہندوستان میں ہندو اور مسلمان الگ الگ مذہبی، ثقافتی اور سماجی شناخت کے ساتھ دو مختلف قومیں ہیں، یہ ایک ایسی چیز تھی جس پر قائداعظم جذبہ یقین رکھتے تھے۔ مسلمانوں کے حقوق اور مفادات کے دفاع کے لیے اس تصور نے ایک علیحدہ مسلم ریاست 'پاکستان' کے مطالبے کی بنیاد کا کام کیا۔ قائداعظم نے فروری ۱۹۳۵ میں قانون ساز اسمبلی میں برصغیر کے مسلمانوں کے لیے 'قوم' کی اصطلاح استعمال کی۔ انہوں نے کہا کہ جب مذہب، ثقافت، نسل، فنون، موسیقی اور دیگر عوامل کو یکجا کیا جائے تو اقلیت ایک الگ وجود رکھتی ہے۔

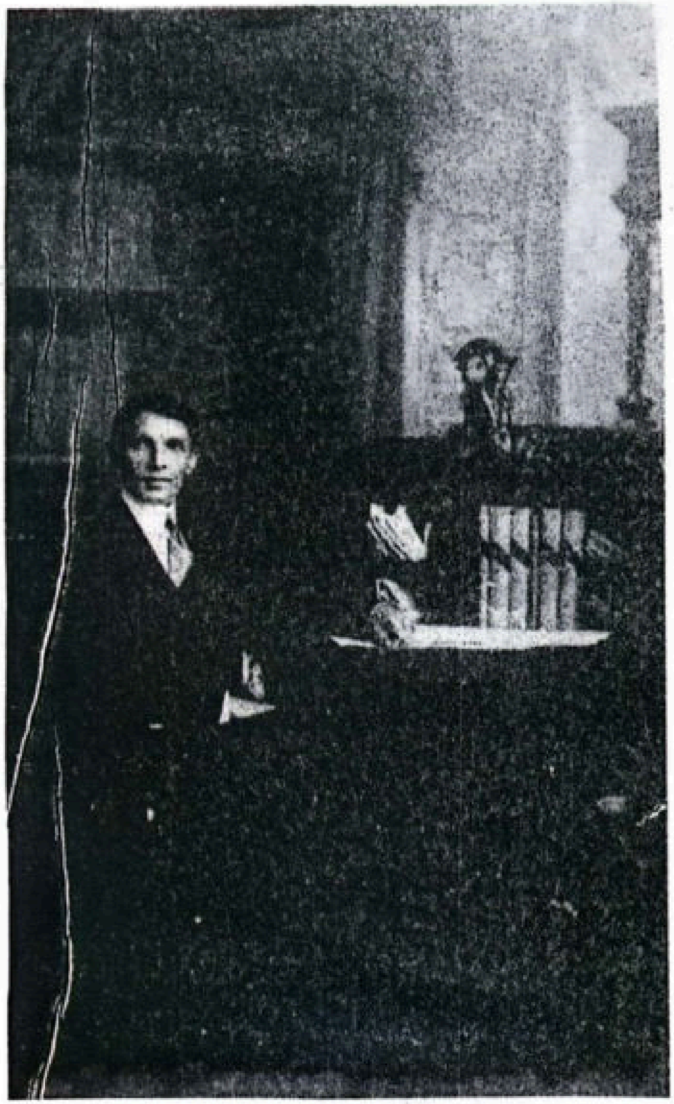

قائداعظم محمد علی جناح

اساتذہ کے لیے نوٹ: طلباء کو اسلام کی ان بنیادی اقدار کے بارے میں مزید جاننے کی ترغیب دیں۔ جنہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کی منزل تک پہنچنے کے لیے نقشے کا کام کیا۔

- قائداعظم اکثر پاکستانی اتحاد کی ضرورت پر زور دیتے تھے۔ انہوں نے پاکستان میں نسلی، لسانی اور ثقافتی گروہوں کے تنوع پر قابو پانے کے لیے قومی یکجہتی کی ضرورت پر زور دیا۔
- قائداعظم چاہتے تھے کہ پاکستان حقیقی معنوں میں ایک جمہوری ملک ہو۔ انہوں نے ہمیشہ قانون کی حکمرانی، نمائندہ طرز حکمرانی اور ایک ایسے آئین کی اہمیت پر زور دیا جو تمام شہریوں کی آزادی اور حقوق کا تحفظ کرے۔
- قائداعظم پاکستان کی معاشی ترقی اور خوشحالی کی اہمیت کو سمجھتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ملک اور اس کے شہریوں کی فلاح و بہبود کا انحصار مضبوط معیشت پر ہے۔
- قائداعظم نے اس بات پر زور دیا کہ پاکستان ایک ایسا ملک ہوگا جہاں مسلمان اور دیگر مذہبی اقلیتیں کھلے عام اور ظلم و ستم کے خوف کے بغیر اپنے عقائد پر عمل کر سکیں گی۔ وہ اکثر اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ اور مذہبی رواداری کے حق میں بات کرتے تھے۔ ۱۱ اگست ۱۹۴۷ کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں انہوں نے اسلامی ریاست کے تصور کی وضاحت اس طرح کی:

"آپ اپنی عبادت گاہوں میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب، ذات یا مسلک سے ہو لیکن اس کا ریاست سے کوئی لینا دینا نہیں۔"

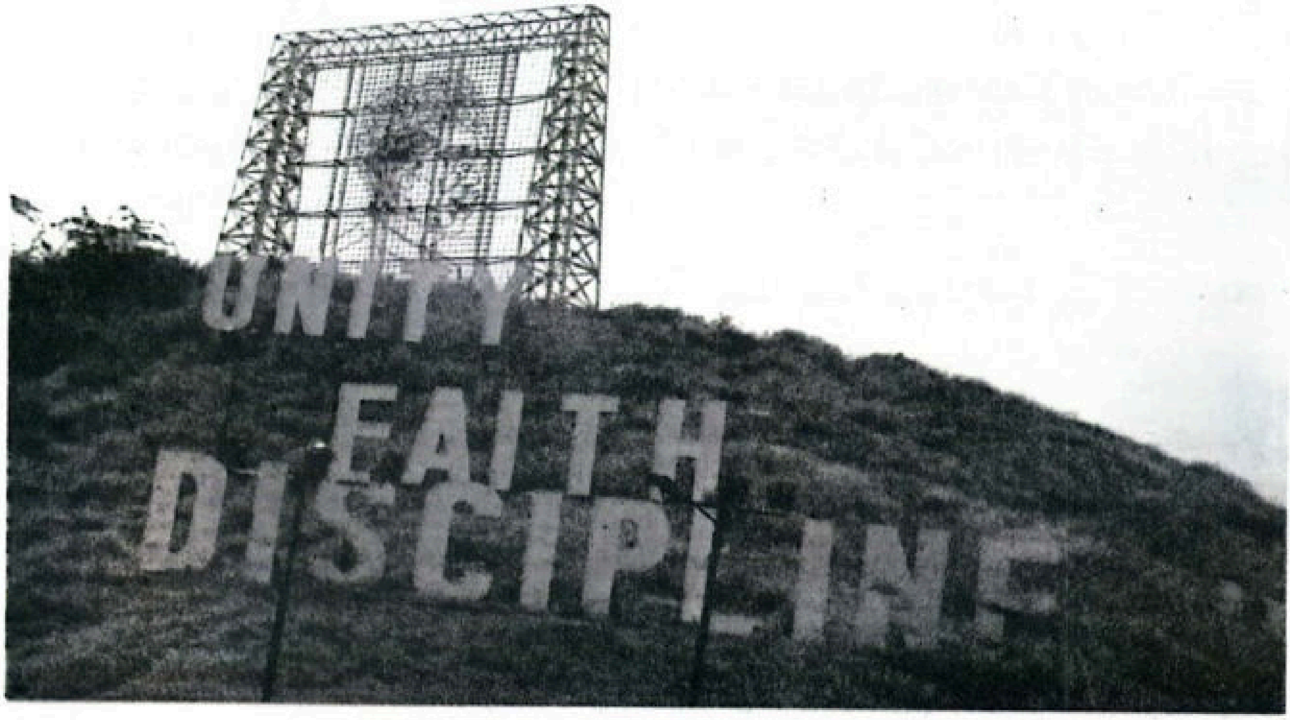

- قائداعظم نے سماجی انصاف اور مساوات کی اقدار پر زور دیا۔ وہ ایک ایسا معاشرہ بنانا چاہتے تھے جہاں ہر کسی کو یکساں مواقع اور حقوق حاصل ہوں، چاہے وہ کسی بھی پس منظر سے تعلق رکھتے ہوں۔ انہوں نے ذات پات، مذہب یا عقیدے کی بنیاد پر تعصب کے خلاف آواز اٹھائی۔ قائداعظم چاہتے تھے کہ پاکستان دیگر اقوام کے ساتھ برابری اور ایک دوسرے کے احترام کے نظریات کی بنیاد پر خوشگوار تعلقات رکھے۔ ان کا مقصد پاکستان کو دنیا میں ایک تسلیم شدہ آزاد اور خود مختار مملکت بنانا تھا۔
- اگرچہ قائداعظم کے عصری، جمہوری اور جامع پاکستان کے منصوبے کو وقت کے ساتھ ساتھ بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، لیکن یہ آج بھی پاکستانی نظریہ کے بنیادی اصولوں کو سمجھنے کے حوالے سے ایک اہم نقطہ ہے۔

نظریہ پاکستان اور علامہ محمد اقبال

علامہ محمد اقبال

علامہ اقبال کا شمار تاریخ کی اہم ترین شخصیات میں ہوتا ہے۔ان کی شاعری نے غالب سماجی روایات کو چیلنج کیا۔انہوں نے یورپ میں تعلیم حاصل کی۔وہ مغربی معاشرے کی تمام خرابیوں سے بخوبی واقف تھے۔انہوں نے معاشرے میں مادیت پرستی، سرمایہ داری اور روحانیت کی عدم موجودگی کی مذمت کی۔

علامہ اقبال نے پاکستان کے تصور کے فلسفے کی نشوونما میں نمایاں کردار ادا کیا۔ان کے سیاسی اور فلسفیانہ خیالات کا پاکستان بننے کے نظریات پر خاصا اثر رہا ہے۔علامہ اقبال کی اہم خدمات کو تسلیم کرنا ، ان کے نظریہ پاکستان کے لیے فلسفیانہ سوچ کی روشنی میں ضروری ہے:

- علامہ اقبال نے جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کے اسلامی تشخص کے تحفظ اور اسے آگے بڑھانے کی اہمیت پر زور دیا۔انہوں نے اسلامی اتحاد کی بارے میں بھی بات کی۔انہوں نے کہا کہ لسانی، نسلی اور جغرافیائی رکاوٹوں کے باوجود مسلمانوں کو اپنے مشترکہ مذہب کے نام پر اکٹھا ہونا چاہیے۔ان کے کاموں اور نظموں نے مسلمانوں کو مشترکہ شناخت بنانے کی ترغیب دی۔
- اقبال نے مسلمانوں کو اپنی صلاحیتوں کے ادراک اور ذاتی ترقی پر کام کرنے کی تلقین کی۔انہوں نے محسوس کیا کہ مسلمان انفرادی اور گروہی خود آگاہی کو فروغ دے کر سماجی، اقتصادی اور سیاسی رکاوٹوں پر قابو پاسکتے ہیں۔ان کے نزدیک ذاتی نشوونما بھی اتنی ہی ضروری تھی جتنی پاکستان کی ترقی۔
- علامہ اقبال نے مسلمانوں کی خود مختاری اور سیاسی خود مختاری کی حمایت کی۔ان کا خیال تھا کہ مسلمان اپنے سیاسی مستقبل کا خود تعین کر سکتے ہیں۔یہ خیال پاکستان کے مطالبے کے مطابق تھا، ایک علیحدہ مسلم ریاست جہاں مسلمان سیاسی اقتدار پر فائز ہو سکتے ہوں۔اقبال مسلمانوں میں سماجی اور معاشی عدم مساوات کے بارے میں فکر مند تھے۔انہوں نے سماجی اور اقتصادی انصاف کا مطالبہ کیا۔سماجی اقتصادی مساوات پر یہ توجہ پاکستان کے عالمی نقطہ نظر سے مطابقت رکھتی ہے، جس کا مقصد ایک منصفانہ معاشرہ تشکیل دینا ہے۔
- اقبال نے اسلامی اصولوں پر مبنی معاشی ڈھانچے کے حق میں استدلال کیا، معاشی آزادی، دولت اور وسائل کی منصفانہ تقسیم اور سود (ربا) پر پابندی پر زور دیا۔پاکستان کی اقتصادی پالیسیاں اور اسلامی معاشی نظام ان تصورات سے متاثر ہیں۔
- اقبال نے مسلمانوں میں روحانی تجدید کی ضرورت پر زور دیا۔ان کا خیال تھا کہ کسی بھی مسلم ملک بالخصوص پاکستان کو ترقی اور کامیابی کے لیے ایک مضبوط روحانی بنیاد کی ضرورت ہے۔پاکستان کی ثقافتی اور مذہبی جماعتیں آج بھی روحانیت سے متاثر ہیں۔علامہ اقبال کے ارشادات نے نظریہ پاکستان پر خاصا گہرا اثر ڈالا۔

استعمار یا نو آبادکاری

استعمار سے مراد ہے کہ جب ایک قوم اپنے مفاد کے لیے دوسرے ملک یا علاقے پر قبضہ کر لے۔ نو آبادیاتی قوم نو آبادیاتی ملک میں اپنے لوگوں کو رہنے کے لیے بھیجتی ہے اور وہاں کے وسائل اور معیشت سے منافع کماتی ہے۔ وہاں کے باشندوں کی زبان، ثقافت اور طرزِ حکمرانی میں بھی ترمیم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ استعمار کے نو آبادیاتی علاقے پر اچھے اور برے دونوں نتائج ہو سکتے ہیں، تاہم، زیادہ تر نو آبادیاتی ریاستوں پر اس کے منفی اثرات ہی مرتب ہوتے ہیں۔

برطانوی استعمار

ہندوستان پر برطانوی فتح

اساتذہ کے لیے نوٹ: طلباء کو ان ممالک کے بارے میں مزید جاننے کی ترغیب دیں جو مختلف یورپی طاقتوں کے استعمار میں رہے۔

برصغیر پاک وہند میں برطانوی حکمرانی کا دور، جو ۱۸۵۸ سے ۱۹۴۷ تک ہندوستان اور پاکستان کی آزادی تک جاری رہا، برطانوی استعمار کہلاتا ہے۔ برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کے بعد برصغیر کا کنٹرول سنبھالنے والے ادارے نے کمپنی کے اثاثوں پر قبضہ کرلیا اور براہ راست حکمرانی قائم کی۔ برطانوی راج کے مشترکہ نام کا استعمال حکومت میں ہندوستانی شرکت کو بڑھانے کی کوشش تھی۔ تاہم، برطانوی منظوری کے بغیر ہندوستانی عوام اپنے مستقبل کے فیصلے نہیں کرسکتے تھے جس کی وجہ سے قومی آزادی کی تحریک کو ہوا ملی اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ تحریک مزید پختہ ہوتی گئی

برطانوی استعمار کے اثرات

۱۔ معیشت:

برطانوی نو آبادیاتی دور نے برصغیر کی معیشت پر مختلف اثرات مرتب کیے تھے۔ برطانوی سلطنت نے جدید نقل و حمل (ٹرانسپورٹیشن) کے طریقے اور مواصلاتی نظام متعارف کرایا، بڑے پیمانے پر صنعتی ڈھانچہ قائم کیا، اور نئی منڈیاں لگائیں۔ تاہم، ان کی اقتصادی پالیسیاں بنیادی طور پر برطانوی سلطنت کو فائدہ پہنچانے کے لیے بنائی گئی تھیں۔ مثال کے طور پر، ہندوستان کو کپاس، جُوٹ اور چائے جیسے خام مال برآمد کرنے اور برطانیہ سے تیار شدہ سامان درآمد کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اس اقتصادی پالیسی نے ہندوستان کی اقتصادی ترقی کو بری طرح متاثر کیا، جس سے زراعت اور صنعت مندی کا شکار ہو گئی۔

۲۔ سماجی ڈھانچہ:

برطانوی استعمار کے سماجی اثرات دور تک پھیل رہے تھے۔ انہوں نے انگریزی زبان کو نو آبادیاتی انتظامیہ، اعلیٰ تعلیم اور قانون کی زبان کے طور پر متعارف کرایا۔ پھر بھی، یہ آبادی کے ایک چھوٹے حصے تک محدود تھی، جس کی وجہ سے تعلیم اور ملازمتوں تک رسائی بھی محدود تھی۔ اور اس کے نتیجے میں دیہی اور شہری علاقوں میں نمایاں سماجی عدم مساوات اور تفاوت پیدا ہوا۔ نو آبادیاتی انتظامیہ نے ہندوستان کے کچھ حصوں میں ذات پات کے نظام کو ختم کیا اور خواتین کے حقوق اور سماجی انصاف سے متعلق اصلاحات متعارف کروائیں۔ دوسری طرف، ان کی پالیسیاں معاشی استحصال، زمینوں پر قبضے اور مزدوروں کے استحصال کا باعث بھی بنی۔

۳۔ سیاسی نظام:

برصغیر کے سیاسی ڈھانچے پر برطانوی نو آبادیاتی دور کا نمایاں اثر پڑا۔ ان کا بنیادی مقصد ہندوستان کے وسائل کو اپنے فائدے کے لیے استعمال کرنا تھا، جس کی وجہ سے غیر مساوی سیاسی، سماجی اور اقتصادی پالیسیاں سامنے آئیں۔ انہوں نے 'تقسیم کرو اور حکومت کرو' کا نظریہ متعارف کروایا جس کا مقصد ہندوستانی آبادی کے اندر تقسیم پیدا کرنا اور اس طرح سلطنت کو مضبوط بنانا تھا۔ انگریزوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو بھی الگ کر دیا جس کے نتیجے میں مختلف سیاسی تحریکیں ابھریں۔ اس سے مسلم لیگ اور دیگر تنظیمیں وجود میں آئیں جنہوں نے ہندوؤں کے خلاف تحریک چلائی۔ اور آخر کار، یہ ۱۹۴۷ میں ہندوستان اور پاکستان کی علیحدگی کا باعث بنی۔

اساتذہ کے لیے نوٹ: طلباء کو انٹرنیٹ اور مختلف ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے برطانوی استعمار کے اثرات کے بارے میں مزید جاننے کے لیے کہیں۔

سر سید احمد خان

سر سید احمد خان ۱۹ ویں صدی کے ایک مشہور ہندوستانی مسلم رہنما، فلسفی اور ماہر تعلیم تھے۔ وہ ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ کو ہندوستان کے شہر دہلی، میں پیدا ہوئے، اور ان کا انتقال ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ میں علی گڑھ میں ہوا۔ ایک مصلح کے طور پر، سر سید نے ایک ترقی پسند معاشرہ بنانے کے لیے کام کیا جو دنیا کی دیگر اقوام کا مقابلہ کر سکے۔ وہ ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے جہاں وہ مختلف ثقافتی تجربوں سے گزرے۔ تاہم، وہ مغربی خیالات سے بھی متعارف ہوئے، جس نے ان کے سوچنے کے انداز پر گہرا اثر ڈالا۔

سر سید نے سائنٹیفک سوسائٹی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی قائم کی تاکہ مسلمانوں کو مزید تعلیم یافتہ بنایا جاسکے اور نئی سوچ کی طرف اجاگر کیا جاسکے۔ انہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور ان کے درمیان خلیج کو ختم کرنے کی بھی کوشش کی۔ ایک علیحدہ مسلم ملک کے تصور اور دو قومی نظریہ کے لیے ان کی حمایت نے علامہ اقبال کو متاثر کیا اور بالآخر یہ نظریہ پاکستان کے قیام کا باعث بنا۔

سر سید احمد خان کا اہم کردار

سر سید کے مغرب کے ساتھ تعلقات کا اس بات پر بڑا اثر تھا کہ وہ ترقی اور تعلیم کے بارے میں کیسے سوچتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ مغربی طرز کی تعلیم کتنی اہم ہے اور ان کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے لیے جدید علوم سیکھنا ضروری ہے تاکہ وہ وقت کے ساتھ ہم آہنگ رہ سکیں۔ سر سید نے ۱۸۷۷ میں علی گڑھ میں محمدن اینگلو اورینٹل کالج کھولا۔ یہ کالج ۱۹۲۰ میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی بن گیا۔ انہوں نے مسلم کمیونٹی کو انگریزی سیکھنے پر زور دیا تاکہ وہ یہ زبان زیادہ سے زیادہ بول سکیں۔ ان کے خیال میں اگر مسلمان انگریزی پر عبور حاصل کر لیں تو وہ مزید چیزیں سیکھ سکتے ہیں، اور انہیں زیادہ مواقع حاصل ہو سکتے ہیں اور وہ ان زنجیروں کو توڑ سکتے ہیں جو انہیں آگے بڑھنے سے روکے ہوئے تھے۔ سر سید لوگوں کو سائنسی اور منطقی انداز میں سوچنے کی ترغیب دے کر ان میں تحقیق کے جذبے کو ابھارنا چاہتے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ علم اور تعلیم معاشرے کے مسائل کو حل کرنے کے بہترین طریقے ہیں۔ اس کالج کی تشکیل مسلمانوں کو جدید تعلیم سے متعارف کرانے اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کے ایک نئے گروہ بنانے کے لیے بہت اہم تھی۔ جو جدید دنیا کے چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے بہتر طور پر تیار رہیں۔

سر سید کی قیادت میں علی گڑھ تحریک ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ کی ایک اہم تحریک تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان اسکول جائیں اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کی ایک نئی نسل کی پرورش کی جاسکے جو دوسرے گروہوں کے لوگوں کا مقابلہ کر سکیں۔ اس تحریک نے یہ بھی کوشش کی کہ مسلمان اپنے طرز

اضافی سر گرمی:

علی گڑھ یونیورسٹی کی علمی فضیلت کی ایک بھرپور تاریخ ہے اور اس نے متعدد ممتاز سابق طلباء پیدا کیے ہیں جنہوں نے سیاست، ادب، سائنس اور فنون سمیت مختلف شعبوں میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ اس یونیورسٹی کے کچھ ایسے ہی مشہور سابق طلباء کے نام تلاش کریں۔

زندگی کو بدلیں اور نئے خیالات اور کام کرنے کے طریقوں کو اپنائیں۔ ایک مصلح کے طور پر سرسید کی کاوش اور علی گڑھ تحریک، ہندوستانی مسلمانوں کو بطور مسلمان شناخت کا احساس دلانے اور ان کے بہترین مفادات کی تلاش میں بہت اہم تھی۔

سرسید نے، علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ کے نام سے ایک اخبار شروع کیا جس نے نئے خیالات اور علمی بحث کو آگے بڑھایا۔ یہ اخبار غیر جانبدارانہ معلومات پھیلانے کے لیے، بہت اہم تھا۔

سرسید احمد خان کا سائنٹفک سوسائٹی کا قیام ہندوستانی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے۔ علی گڑھ میں ۱۸۶۴ میں قائم ہونے والی اس سوسائٹی کا مقصد ہندوستانی عوام بالخصوص مسلمانوں میں سائنسی علم اور عقلی سوچ کو فروغ دینا تھا۔ اس نے علی گڑھ یونیورسٹی میں مغربی سائنسی کاموں کے اردو میں ترجمہ کے لیے ایک پلیٹ فارم کے طور پر کام کیا، تاکہ سائنسی علم کو مقامی آبادی تک رسائی دی جا سکے۔

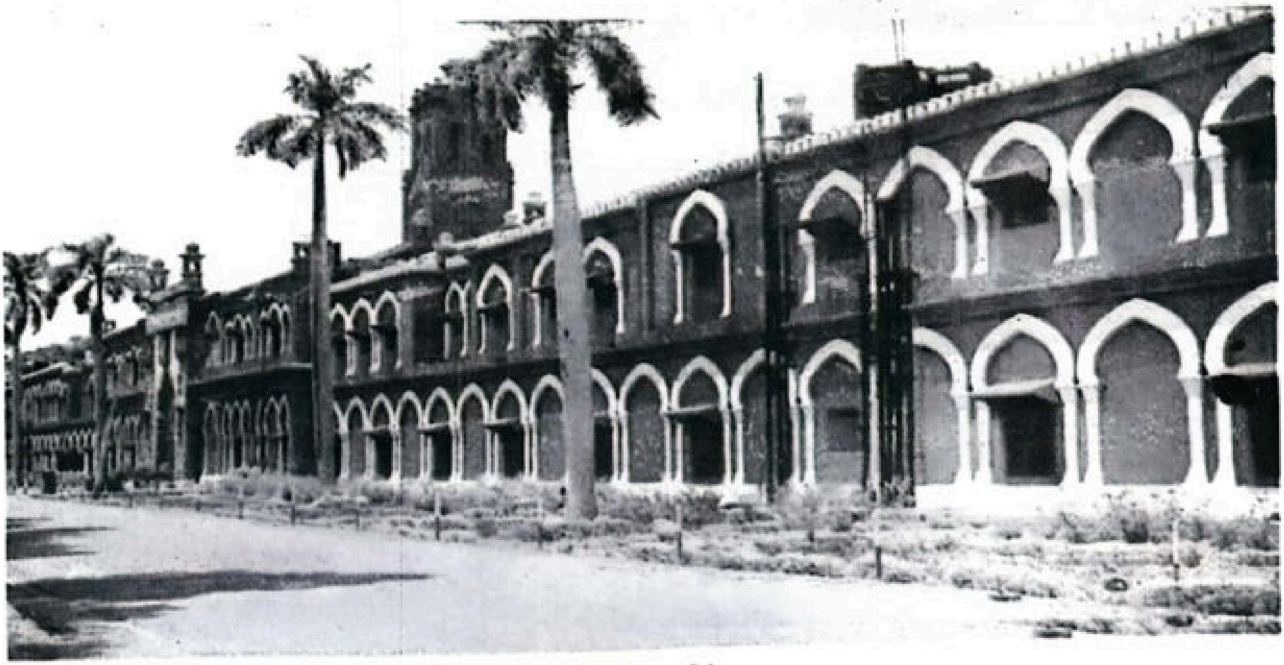

علی گڑھ یونیورسٹی

ایک مصلح کے طور پر سرسید احمد خان کے کام کا تحریک پاکستان کی کامیابی میں بڑا حصہ تھا۔ پہلے تو انہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی لیکن بعد میں وہ ہندوستان میں مسلم قوم پرستی کے رہنما بن گئے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ سرسید نے دو الگ ملکوں کا تصور پیش کیا، جو تحریک پاکستان کی بنیاد بنا۔ ان کے خیالات اور کام کرنے کے انداز نے ہندوستانی مسلمانوں کے مقاصد کو آگے بڑھانے میں مدد کی۔ تعلیم اور ترقی پر ان کی توجہ نے پڑھے لکھے مسلمانوں کی ایک نئی نسل پیدا کرنے میں مدد کی۔ جو جدید دنیا کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے بہتر طور پر تیار تھی۔

علی گڑھ تحریک پاکستان کی تحریک کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ ۱۹۰۶ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کی بنیاد رکھی گئی تھی، جس نے بعد میں ۱۹۴۷ میں پاکستان کے قیام کی تحریک کی قیادت کی۔ علی گڑھ تحریک دیگر مسلم تحریکوں اور تنظیموں پر بھی اثر انداز ہوئی، جنہوں نے تحریک پاکستان کی حمایت کی۔ ان میں انجمن حمایت اسلام، تحریک خلافت، اور آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن شامل ہیں۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا کردار زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو اسکول جانے اور ہندوستانی مسلمانوں کو یہ احساس دلانے میں بھی بہت اہم تھا کہ وہ بطور مسلمان کون ہیں۔ ترقی کرنے اور سیکھنے کے لیے سرسید کے اہداف نسلوں کے لیے ایک تحریک رہے ہیں اور آج بھی لوگوں کو متاثر کر رہے ہیں۔

ہم نے کیا سیکھا

- نظریہ کسی بھی گروہ یا ملک کے نظریات، اقدار اور اہداف کا مجموعہ ہے۔ یہ لوگوں کے صحیح اور غلط کے شعور میں گہرائی تک سرایت کرتا ہے۔
- نظریہ پاکستان سے مراد ایک علیحدہ سرزمین کا قیام ہے۔ جس میں برصغیر کے مسلمان اسلامی اقدار اور نظریات کو محفوظ رکھ سکیں۔
- برطانوی حکومت کے دور میں مسلمانوں کو مذہبی اقلیت کی حیثیت سے معاشی، سیاسی اور سماجی رکاوٹوں اور نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔
- **داخلی مساوات، سماجی اور اقتصادی مساوات اور خود ارادیت اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہیں۔**
- اتحاد، جمہوریت، معاشی ترقی، مذہبی رواداری، انصاف، مساوات اور دیگر اقوام کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائداعظم محمد علی جناح کے پاکستان کے وژن میں شامل ہیں۔
- علامہ محمد اقبال کے وژن کی بنیاد اسلامی تشخص، خود شناسی اور ذاتی ترقی، خود ارادیت اور سیاسی خود مختاری، انصاف پسندی، سماجی انصاف، اجتہاد اور اسلامی اصولوں پر مبنی اقتصادی ڈھانچہ کے تحفظ اور اسے آگے بڑھانے پر تھی۔
- برطانوی استعمار سے مراد برصغیر پاک و ہند پر ۱۸۵۸ سے ۱۹۴۷ میں ہندوستان اور پاکستان کی آزادی تک براہ راست برطانوی حکمرانی کا دور ہے۔
- برصغیر پاک و ہند میں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر برطانوی استعمار کے اثرات گہرے تھے۔
- سرسید احمد خان ۱۹ویں صدی کے ایک مشہور ہندوستانی مسلم رہنما، فلسفی اور ماہر تعلیم تھے۔
- **سرسید کی قیادت میں علی گڑھ تحریک ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ کی ایک اہم تحریک تھی۔**

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے چار کثیر الانتخابی جوابات دیئے گئے ہیں، ان میں سے صحیح جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ آئیڈیالوجی کا مطلب ہے:

الف۔ سیاست کا مطالعہ　ب۔ سماجیات کا مطالعہ　ج۔ نظریات کی سائنس　د۔ اخلاقیات کی سائنس

۲۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا بیان نظریہ کے کردار سے مطابقت رکھتا ہے؟

الف۔ نظریات کا کسی ملک کی زندگی پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔　ب۔ نظریہ قومی یکجہتی کو کمزور کرتا ہے۔

ج۔ نظریہ مقاصد کی تکمیل کا باعث بن سکتا ہے۔　د۔ نظریہ قومی حقوق اور ذمہ داریوں کو متاثر نہیں کرتا۔

۳۔ نظریہ پاکستان کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

الف۔ برصغیر میں معاشی خوشحالی قائم کرنا۔　ب۔ مسلمانوں کے لیے الگ قوم بنانا۔

ج۔ خطے میں غیر ملکی اثر و رسوخ کو فروغ دینا۔　د۔ نوآبادیاتی ہندوستان میں ثقافتی تنوع کو برقرار رکھنا۔

۴۔ نوآبادیاتی ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے معاشی عدم مساوات کی ایک اہم وجہ کیا تھی؟

الف۔ تعلیم کے مواقع تک بہتر رسائی۔　ب۔ معاشی نقل و حرکت اور خوشحالی میں اضافہ۔

ج۔ انتظامی اور اقتصادی اداروں میں زیادہ نمائندگی۔　د۔ سماجی اور اقتصادی انصاف اور سیاسی نمائندگی کے مطالبات کی ترقی۔

۵۔ نوآبادیاتی دور میں برطانوی ہندوستان مین مسلمانوں کے سماجی اور سیاسی پسماندگی میں کس چیز نے اہم کردار ادا کیا؟

الف۔ ہندوستانی زبانوں اور روایات کو فروغ دینے کی برطانوی پالیسی۔　ب۔ زیادہ تر مسلمانوں نے نئے برطانوی تعلیمی نظام کی حمایت کی۔

ج۔ اہم عہدوں اور سیاسی فیصلوں میں مسلمانوں کی کم نمائندگی۔　د۔ ہندی کی مخالفت میں اردو کو سرکاری زبان کے طور پر ہندووں کی حمایت۔

۶۔ قائداعظم محمد علی جناح کے کن بنیادی عقائد اور اظہار نے نظریہ پاکستان کی بنیاد رکھی؟

الف۔ نسلی اور لسانی تنوع کی اہمیت۔　ب۔ ایک مرکزی اور آمرانہ حکومت کی ضرورت۔

ج۔ اتحاد، جمہوریت، اقلیتوں کے حقوق اور سماجی انصاف کے اصولوں نے۔　د۔ مذہبی ظلم و ستم اور عدم برداشت کا فروغ۔

۷۔ علامہ اقبال کے فلسفہ اور عقائد کے کن پہلوؤں نے پاکستان کے بانی نظریات پر نمایاں اثر ڈالا ہے، جیسا کہ متن میں زیر بحث آیا ہے؟

الف۔ مادیت، سرمایہ داری اور انفرادیت کی وکالت۔　ب۔ مسلمانوں میں سماجی اور معاشی عدم مساوات پر زور دینا۔

ج۔ اسلامی تعلیمات کی مستحکم تشریح کی حمایت۔　د۔ اسلامی تشخص، اتحاد، خود شناسی، اور روحانی تجدید کو فروغ دینا۔

۸۔ متن کے مطابق استعمار کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

الف۔ استعماری خطے کے وسائل پر قبضہ کرنا اور ان سے فائدہ اٹھانا۔　ب۔ استعماری علاقوں میں ثقافتی تنوع اور رواداری کو فروغ دینا۔

ج۔ استعماری لوگوں کے معاشی اور سماجی حالات کو بہتر بنانا۔　د۔ استعماری آبادی میں خود ارادیت کی حوصلہ افزائی کرنا۔

۹۔ برصغیر پاک و ہند کے سماجی ڈھانچے پر برطانوی استعمار نے کیا اہم اثرات مرتب کیے؟

الف۔ سماجی مساوات کو بڑھایا۔ ب۔ دیہی شہری تفاوت کو کم کیا۔

ج۔ ذات پات کے نظام کو ختم کیا۔ د۔ تعلیم اور ملازمتوں تک محدود رسائی۔

۱۰۔ متن کے مطابق، سرسید احمد خان کے تعلیمی اقدامات کے بنیادی مقاصد میں سے ایک کیا تھا؟

الف۔ علاقائی زبانوں کے استعمال کو فروغ دینا۔ ب۔ سائنسی اور منطقی سوچ کی حوصلہ افزائی کرنا۔

ج۔ مسلمانوں کے روایتی طرز زندگی کا تحفظ۔ د۔ انگریزی تعلیم کی اہمیت کو رد کرنا۔

سوال نمبر ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ نظریہ پاکستان کا بنیادی اصول کیا ہے؟

۲۔ نظریہ پاکستان کا ملکی نظام پر کیا اثر پڑا؟

۳۔ علامہ اقبال کا انفرادی اور گروہی خود آگاہی پر زور کس طرح قومی ترقی کے پاکستان کے اہداف سے ہم آہنگ ہوا؟

۴۔ برطانوی استعمار کی تعریف کریں۔

۵۔ اپنے وقت کے ایک اہم مصلح کے طور پر سرسید احمد خان کے نمایاں کردار کی مختصر وضاحت کریں۔

سوال نمبر ۳: مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں۔

۱۔ انگریزوں کے دور میں مسلمانوں کا کیا حال تھا؟ اس کا نظریہ پاکستان سے کیا تعلق ہے؟

۲۔ قائداعظم کے بیانات کے حوالے سے نظریہ پاکستان پر بحث کریں۔

۳۔ اسلام کے اصولوں، خصوصاً باطنی مساوات و خود ارادیت کے فروغ نے جنوبی ایشیا میں ایک الگ مسلم ریاست کے مطالبے کو کیسے اجاگر کیا؟

۴۔ برطانوی استعمار نے برصغیر پاک و ہند میں زندگی کے مختلف پہلوؤں کو کیسے متاثر کیا؟

۵۔ اپنے وقت کے ایک اہم مصلح کے طور پر سرسید احمد خان کے نمایاں کردار کی تفصیل سے وضاحت کریں۔

موازنہ
پاکستان کے نظریہ کا موازنہ دوسری اقوام یا تحریک آزادی کے نظریات سے کریں۔ پاکستان کا نظریہ کس طرح منفرد ہے، اور یہ دوسرے نظریات سے کیسے ہم آہنگ یا مختلف ہے؟

وقت کے ساتھ مطابقت
کیا آپ سمجھتے ہیں کہ قائداعظم کے نظریات پاکستان کو موجودہ دور کے مسائل سے نکال سکتے ہیں؟ پاکستان کو ایک جمہوری اور ترقی پسند ملک بنانے کے لیے قائد کی تعلیمات کی روشنی میں عملی منصوبہ تحریر کریں۔

نظریہ پاکستان پر تحقیق
طلباء نظریہ پاکستان پر تحقیق کریں گے۔ وہ تاریخی تناظر، دو قومی نظریہ اور نظریہ پاکستان کی تشکیل میں مذہب کے کردار کی چھان بین کریں گے۔ طلباء خاندان کے ارکان، دوستوں، یا کمیونٹی کے ارکان سے انٹرویو کر سکتے ہیں۔ وہ ملٹی میڈیا پریزنٹیشنز بنائیں گے جو ان کے تحقیقی نتائج کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان پیشکشوں میں ایسی تصاویر، ویڈیوز اور آڈیو کلپ شامل ہونے چاہئیں جو نظریہ پاکستان کے بارے میں طلباء کے علم میں اضافہ کریں۔

اس باب سے مشکل الفاظ کی فہرست نکالیں اور ان کے معنی لکھیں۔	